حج کو جائیں یا نہ جائیں؟

(از جناب محمد بن ابراہیم صاحب گجراتی)

اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں میں چند زبانیں یہ کہتی بھی سنائی دیتی ہیں کہ اس وقت حج کو نہ جاؤ۔ گو فرمانِ خدا یہ ہے کہ وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ط یعنی ہر اس شخص پر خدا کی طرف سے حج فرض ہے جو وہاں تک جانے آنے کا سامان مہیا رکھتا ہو۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ خیالات کا اختلاف قدرتی امر ہے ایک چیز کو اگر ایک شخص بہت بھلی جانتا ہے تو اسی چیز کو دوسرا شخص بہت بری بھی جانتا ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ اپنے خیالات کو پھیلانے کیلئے دیانت وامانت کو چھوڑ دینا صدق وصفائی سے دور ہو جانا نہ صرف مذہب بلکہ عقل وفطرت کے بھی سراسر خلاف ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کی بدقسمتی کہئے کہ ان میں نت نئی جنگ اور ہمیشہ سر پھٹول ہوتی رہتی ہے۔ خدا جانے اس کی ذہنیت کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی تمام تر طاقت وقوت اور زور و زر آپس کی نااتفاقیوں ہی میں خرچ کرنے کے عادی بن گئے ہیں یہانتک کہ جب انھیں آپا دھاپی کرنے کا کوئی حیلہ آس پاس دکھائی نہیں دیتا۔ تو وہ بہت دور دراز سے بھی بصد تلاش لانے میں بھی بالکل تامل نہیں کرتے۔

حنفیت اور وہابیت کے قصوں کو صدیاں گذر چکیں لیکن آجتک وہ ختم ہونے پر نہیں آتے۔ اِدھر اس کے شعلے کچھ کم ہوتے نظر آئے اُدھر یار لوگوں نے اس آگ کو ہوا دی۔ اور تیل ڈال کر ان مدہم شعلوں کو آسمان پر پہنچا دیا۔ یوں تو ان ہندی مسلمانوں کے پاس آپس کی مقدس جنگ کے لئے بہت سے حیلے موجود ہیں لیکن خصوصیت کے ساتھ حنفیت و وہابیت کا اختلاف وہ مجرب حیلہ ہے کہ جہاں اسے پھونکا اور اس میں سے تو اٹھی۔ جہاں اس میں پھونک بھری کہ یہ فٹ بال کی طرح اچھلنے لگا۔

ہندوستان کے مٹھی بھر مسلمانوں کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے تیز چلنے والی بھاری چکی کے دو پاٹوں میں پھنسے اناج کے چند دانے۔ دشمن ان کی گھات میں اور یہ ایک دوسرے کی مات میں۔ دشمن کے حملے بے پناہ اور بہت سخت۔ یہ بے فکرے اور بالکل بخت۔ خیال تو فرمائیے کہ ادہر اُدہر سے اغیار ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہ آپس ہی میں گتھے ہوئے ہیں۔ دھن دولت ناموس عزت جسم وجان راحت وایمان سب کچھ آپس کے اختلافات کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے اور دشمن سامان سے لیس سر پر چڑھا چلا آرہا ہے۔ یہاں کچھ نہ ملا تو کالے کوسوں کا ایک کھلونا بہ لے آئے اور اسی سے کھیلنے لگ گئے۔

فرمائیے حج کو سلطنت حجاز سے کیا تعلق؟ وہاں کا سلطان کسی عقیدے کا ہو حاجی پر اس کا کیا اثر؟ حج میں کعبہ شریف کا طواف کیا جاتا ہے نہ کہ وہاں کے سلطان کے گھر کا۔ حج میں حجر اسود کا بوسہ دیا جاتا ہے نہ کہ وہاں کے سلطان کی چوکھٹ کو۔ حج میں صفا مروہ کے پھیرے کئے جاتے ہیں نہ کہ ابن سعود کی دہلیز کے۔ حج میں زمزم کا پانی پیا جاتا ہے نہ کہ سلطانی کنوئے کا۔ حج نام ہے عرفات کے قیام کا نہ کہ نجدیوں کے گھر کے سلام کا۔ حج میں مزدلفہ اور منیٰ سے کام ہے نہ کہ نجدیوں کی ڈیوڑھی اور دالان سے۔ غرض حج کا کوئی رکن کوئی فریضہ کوئی سنت کوئی نفل وہاں کے سلطان یا سلطنت سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن تاہم کہیں کہیں سے آج کل دبی دبی آواز اٹھ رہی ہے کہ مکہ مدینہ پر نجدیوں کا قبضہ ہے اس لئے حج نہ کرو۔ پھر اس چیز کو بحث بنا کر اس پردے سے شروع ہو گئی۔ مسلمانو! سلطان عرب بدلا لیکن کعبہ نہیں بدلا مکہ نہیں بدلا منیٰ اور عرفات نہیں بدلا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے چاہئے کہ جلدی کرے۔

پھر اگر آپ نظریں دوڑائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ راستوں کا پرامن ہونا راحت آسانی امن وامان کا ہونا یہی وہ چیزیں ہیں جو حاجیوں کو سلطان حجاز سے مطلوب ہوتی ہیں۔ فالحمد للہ کہ ان چیزوں کو جس جامعیت کے ساتھ سلطنت نجد نے پیش کی ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی اس سے پہلے صدیوں سے حاجیوں کو میسر نہ تھا۔ پانی کی فراوانی نرخ کی ارزانی۔ راستوں کا امن اور آسانی یہ وہ چیزیں ہیں جو بے نظیر ہیں۔ پھر اس نعمت خدا کی ناقدری کرنا اور لوگوں کو حج سے روکنا اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانا اور مسلمانوں کو دیدار حرم سے محروم رکھنا نہیں تو اور کیا ہے؟

مسلمانو! سفر حج دنیا کی معلومات کا ذریعہ ہے۔ وہ عقل وہوش اور تجربہ کو وسیع کر دیتا ہے۔ دور دراز کے مسلم بھائیوں سے ملاقات کراتا ہے۔ بیوپار تجارت کو بڑھاتا ہے۔ ہمدردی اور مساوات سکھاتا ہے باہمی مشوروں کا موقعہ ملتا ہے۔ سیاسی اور پولیٹیکل امور کو سلجھاتا ہے۔ ترقیوں کے دروازے کھول دیتا ہے . . . . آپس کے تعلقات کو استوار کرتا اور بڑھاتا ہے۔ دینداری کی لپک پیدا کرتا ہے۔ رضائے رب کا یہ گنجینہ ہے خوشنودی خدا کا یہ خزینہ ہے۔ اسلاف کی یاد اس سے تازہ رہتی ہے۔ راہ خدا کی قربانی پر طبیعت اس سے آمادہ رہتی ہے۔ خانۂ خدا کا دیدار دونوں جہان کی عزت ووقار کا ذریعہ یہی ہے پس حج کرو اور حج کرنے میں جلدی کرو۔

ان پر افسوس ہے جنہیں خدا نے دے رکھا ہے اور پھر وہ دیدار خانۂ خداوندی سے محروم ہیں۔ کیا خبر ان آج ہے کل نہ رہے؟ یہ تندرستی اور یہ فراغت خدا جانے کب تک کی مہمان ہے؟ کیا تم مسلمان ہو کر خدا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا نہیں چاہتے؟ مومن ہو کر زیارت بیت اللہ کا شوق اپنے دلوں میں نہیں رکھتے؟ مال خدا کا دیا ہوا ہے اگر چاہے دم زدن میں چھین لے۔ اس کی شان ہے کہ جسے چاہے عزت کے جھولے جھلائے اور جسے چاہے دردر سے دُردُر کرائے۔ جو آج لکھ پتی ہے ممکن ہے کل پیسے

پیسے کا محتاج نظر آئے۔ پھر خدا کے دیئے ہوئے مال کو اس کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کیوں ہے؟ ایک فرض کے ادا کرنے میں پس وپیش کی کیا وجہ ہے؟ سنو! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص با وجود طاقت کے حج نہ کرے وہ یہودی ہو کر مریگا یا نصرانی ہو کر (ترمذی) امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو لوگ باوجود مالدار ہونے کے حج ادا نہیں کرتے میرا ارادہ ہو رہا ہے کہ یہود نصاریٰ کی طرح ان پر بھی جزیہ لگا دوں کیونکہ یہ لوگ مسلمان نہیں (رحمۃ المہداۃ)

کیا مزے کی سیر ہے کہ حنفی کہلوا کر حضرت امام ابو حنیفہؒ کے خلاف آج فتوے بازی ہو رہی ہے کہ حج کا التوا کرو۔ ابھی نہ جاؤ۔ حالانکہ حنفی مذہب کی اعلیٰ کتاب مبسوط میں حضرت امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے شاگرد رشید قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے یجب عَلَی الْفَوْرِ حَتّٰی یَأثَمَ بِالتَّاْخِیْرِ عِنْدَ اَبِیْ یُوْسُفَ رواہ بِشْرُبْنُ الْمُعَلّٰی۔ وَھٰکَذَا ذَکَرَہٗ۔۔۔ ابْنُ شُجَاعٍ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ۔ یعنی ادھر کسی کو حج کرنے کی وسعت حاصل ہوئی ادھر ادا کرنا واجب ہو گیا اگر تاخیر کی تو گنہگار ہو گا۔ یہ تو بالکل رکیک عذر ہے کہ مکہ پر ابن سعود کا قبضہ ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حج چھوڑ عمرہ بھی اس وقت بھی ترک نہیں کیا جبکہ مکہ شریف پر کفار کا قبضہ تھا بلکہ سنہ ۶ھ میں تو کفار نے آپ کو عمرے سے جبراً روک دیا اور حدیبیہ سے آپ کو بادل پردرد واپس ہونا پڑا۔ پھر اگلے سال سنہ ۷ھ میں آپ پھر آتے ہیں اور عمرہ ادا کرتے ہیں اس وقت بھی کعبہ پر مکہ پر صفا مروہ پر منیٰ اور عرفات پر بت پرست کفار کا قبضہ ہے مسلمانو اگر حج بیت اللہ اس وجہ سے آج لوگ چھڑوا رہے ہیں کہ وہاں نجدیوں کی سلطنت ہے تو کیا ممکن نہیں کہ وہ کل نمازیں بھی چھڑوا دیں کہ اس میں بھی توجہ بیت اللہ شریف کی طرف ہوتی ہے۔ مسلمانو کوئی تعجب ان ملا مولویوں سے نہیں کہ آج حج بند کیا کل نمازیں موقوف کرادیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم؟ کہ لواری (سندھ) میں حج ہونے لگا وہاں مکہ اور کعبہ بنا لیا گیا +

اب چند وہ حدیثیں سنئے جن سے آپ کو حج وعمرہ کی فضیلت وبزرگی معلوم ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حاجی کے کل گناہ خداوند قدوس معاف فرما دیتا ہے اور جب وہ لوٹ کر آتا ہے تو ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسے اب پیدا ہوا (بخاری مسلم) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عورتوں اور کمزور اور ضعیف العمر لوگوں کو حج کا ثواب جہاد کے برابر ملتا ہے (نسائی) اللہ کے رسول رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حج کی وجہ سے عمر میں برکت اور مال میں زیادتی ہوتی ہے (بیہقی) آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حاجی کے اونٹ کے ایک ایک قدم اٹھانے اور رکھنے پر اللہ تعالیٰ ایک گناہ معاف فرماتا ہے ایک نیکی عطا کرتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے یہ ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے (ابن حبان) حضورؐ فرماتے ہیں حاجی کے آخری طواف کے وقت حاجی کا ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔ فرشتہ حاجی کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہتا ہے کہ اب تک تو تیرے سب گناہ معاف ہو گئے یہاں سے صاف پاک ہو کر تو جا رہا ہے دیکھ آئندہ ہوشیاری سے رہنا۔ اپنے پاک جسم کو پھر گندہ نہ کرنا۔ اپنے سفید نورانی چہرے کو پھر سیاہی مل نہ لینا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے فضائل ہیں اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو شوقِ دین عطا فرمائے اور نیک توفیق بخشے آمین۔

حقیقی مساوات کا حامل اسلام ہی ہے

(مولوی ابو شحمہ خانصاحب بستوی متعلم جماعت ششم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ناظرین والاتمکین اسلام کے زرین اصولوں کے اتھاہ سمندر میں غوطہ لگا کر حقیقی مساوات کے انمول موتیوں کو نکالکر مذہب اسلام کے قدردانوں کے سامنے پیش کرنا میرے جیسے سست بازو کا کام نہیں بہرحال مجھے تو اس درشہوار کا متلاشی ہونا ہی ہے۔ معزز ناظرین میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ملت بیضا (اسلام) کی جامعیت کا نظارہ دکھلادوں سب سے پہلے عالم متمدنہ کے قوانین اور ان کے طرز حکومت پر نظر ڈالو ان کے ادیان کا مطالعہ کرو جو صدیوں سے دوسری قوموں کو مسخر کئے ہوئے ہیں اور ان کے دلوں اور دماغوں پر غلامیت کی مہر لگا دیا ہے یہ لوگ وضع قانون کے وقت خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں کی خصوصیات کو مدنظر رکھکر حقوق رعایا کی نگہداشت کے لئے قانون پاس کرتے ہیں اس کے بعد مختصراً اسلام کے چند اصولوں کو دیکھو فیصلہ بالکل آسان ہوجائے گا مذہب اسلام کی بہت سی خوبیاں ہیں جن کا استقصا کرنا ناممکن سی بات معلوم ہوتی ہے اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی اور وہ بنیاد خالص انسانیت اور محبت پر مبنی ہے اسلام ہی وہ وحید مذہب ہے جس نے کالے اور گورے کے فرق کو مٹایا اور تباین و تباعد کی بیخ کنی کی اور تحاسد و تباغض کے استیصال کے درپے ہوا اور اس نے تفاخر و مباہات کو ذلیل قرار دیا بنی آدم کے ہر فرد کو برابر اور مساوی طور پر اخوت اور انسانیت اور حقوق میں شریک ٹھہرایا۔

مساوات کا یہ مطلب نہیں کہ ایک عالم بمقابلہ جاہل یا خائن بمقابلہ امین یا ایک ناشکرا بمقابلہ فرض شناس کے یکساں حیثیت رکھتے ہوں یہ تو اتلاف مراتب و مدارج ہے اس کو کبھی اسلام جائز نہیں رکھتا خود اس پر قرآن شاہد ہے۔ لایستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون۔ عالم اور جاہل ایک درجے میں نہیں ہوسکتے فرمان نبوی انزلوا الناس علی منازلھم۔ لوگوں کے فرق مراتب کا لحاظ کیا کرو بلکہ مساوات کے یہ معنی ہیں کہ ادنی اور اعلی دونوں کو قانوناً و شرعاً اور اخلاقاً مساوی طور سے حقوق یافتگی اور رائے دہندگی کا حق حاصل ہو مثلاً انگلستان میں آجتک کوئی کمانڈر انچیف ایشیائی قوموں سے نہیں لیا گیا اسلام اس چیز کو کبھی جائز نہیں رکھتا اسامہ بن زید دنیا والوں کی نظروں میں غلام در غلام سمجھے جاتے تھے مگر اسلام میں آکر ان کو وہ منصب عطا ہوا جو ایک آزاد اور معزز کا عہدہ شمار کیا جاتا ہے یعنی مہاجرین اور انصار کی فوجوں کے کمانڈر مقرر ہوتے ہیں یورپین مقنین وضع قانون کے وقت حقوق یافتگی میں کالے اور گورے چمڑوں کا بہت کچھ لحاظ رکھتے ہیں مگر اسلام کے مقنن نے امریکہ اور فرانس کے اعلان حقوق انسانی کے صدیوں قبل یہ آئین بنائے تھے لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمر کلکم من آدم و آدم من تراب ۔ یعنی کسی عرب والے کو کسی عجم والے پر اور نہ کسی عجمی کو عربی پر